# ابو معشر السندی ثم المدنی

ظہور احمد اظہر

پہلی صدی ہجری کے آخر میں سندھ میں اسلام کے فاتحانہ داخلے کے بعد بلاد سندھ پر عربوں کی براہ راست حکمرانی کا عرصہ اگرچہ مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی اور ثقافتی لحاظ سے چنداں مؤثر بھی نہیں تھا اور جو تھوڑے بہت اثرات مرتب ہوئے ان کے آثار پوری طرح محفوظ نہیں صرف دھندلے سے نقوش ادھر ادھر بکھرے ہوئے ملتے ہیں، لیکن بایں همه دوسری صدی ہجری کے اہل علم میں بعض نام ایسے بھی مل جاتے ہیں جن کا سر زمین سندھ سے کوئی نہ کوئی تعلق رہا اور انہوں نے علوم اسلامیہ کی ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ سندھ سے تعلق رکھنے والے ایسے لوگ شعر و ادب کی نسبت حدیث و فقہ کے میدان میں زیادہ ہیں۔ علوم حدیث کی خدمات کے سلسلے میں بلاد سندھ کے جن بزرگوں کے نام آتے ہیں ان میں سے ایک نام شیخ ابو معشر السندی ثم المدنی البغدادی کا بھی ہے۔ اس عہد کے جو اہل علم سندھ کی نسبت سے مشہور ہوئے وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ تھے جو اصلاً بلاد عرب سے تعلق رکھتے تھے مگر سر زمین سندھ میں وارد ہونے کے باعث سندھی کہلائے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو اصلاً تو سندھی ہی تھے مگر بعد میں وہ ہجرت کرکے بلاد عرب میں مستقلاً آباد ہوگئے۔ ابو معشر السندی کا تعلق اسی مؤخر الذکر گروہ سے ہے۔

شیخ ابو معشر السندی زیادہ تر اپنی کنیت سے ہی متعارف و مشہور ہیں۔ چنانچہ سیرت، تاریخ، حدیث اور کتب اسماء الرجال میں ان کا تذکرہ اسی کنیت کے ساتھ ملتا ہے۔ تراجم اور سیر رجال کی کتابوں میں جہاں ان کا نام

ذکر کیا گیا ھے اس میں اختلاف پایا جاتا ھے۔ ابن ندیم ، حافظ شمس الدین الذھبی، ابن العماد الحنبلی، حافظ ابن حجر اور خطیب بغدادی نے ان کا نام نجیح بن عبدالرحمن لکھا ھے ۱ یاقوت نے۔ بھی اسی قول کا اتباع کیا ھے ۲۔ ابو بشر محمد الدولابی نے ان کا نام ''ابو معشر یحی السندی مولیٰ ابن ھاشم'' لکھا ھے لیکن ساتھ ھی یہ بھی لکھا ھے کہ ''میں نے العباس بن محمد سے سنا ھے کہ یحی بن معین کہا کرتے تھے کہ ابو معشر کا نام نجیح ھے اور وہ ام موسیٰ کے آزاد کردہ غلام تھے'' ۳ ، خطیب بغدادی نے شیخ ابو معشر کے ایک پوتے ابوبکر الحسین بن محمد بن ابی معشر کا ایک قول نقل کیا ھے کہ غلام بنانے کے لئے گرفتار ھونے سے قبل ابو معشر کا نام عبدالرحمن بن الولید بن ھلال تھا لیکن جب پکڑے گئے اور مدینہ میں جاکر فروخت کئے گئے تو انھیں بنو اسد کے بعض لوگوں نے خرید لیا اور ان کا نام نجیح رکھا، پھر خلیفہ الھادی بن المھدی کی والدہ ام موسی نے انھیں بنو اسد سے خرید کر آزاد کردیا، چنانچہ ان کی میراث بنو ھاشم میں منتقل ھوگئی اور دیت یا خون بہا ادا کرنے کی ذمہ‌داری بنو حمیر ھی میں رھی۔ ابو بکر مذکور نے یہ بھی بیان کیا ھے کہ ابو معشر خود کو حنظلہ بن مالك کی اولاد سے شمار کرتے تھے اور اپنا سلسلۂ نسب حضرت آدم سے جا ملاتے تھے، لیکن یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بنو حنظلہ میں اپنے سلسلۂ نسب کی نسبت ھمیں بنو ھاشم کی ولاء (آزاد کردہ غلام ھونا) زیادہ محبوب اور پسندیدہ ھے ۴۔ ابو بکر الحسین بن محمد بن ابی معشر کا یہ قول تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ حافظ ابن حجر اور ابن العماد نے بھی نقل کیا ھے۔

---

(۱) الفھرست ص ۹۳، تذکرۃ الحفاظ ۱ : ۲۱۶، العبرا : ۲۵۸، شذرات الذھب ۱ : ۲۸۷، تھذیب التھذیب ۱۰ : ۴۱۹، تاریخ بغداد ۸ : ۴۲۷۔

(۲) معجم البلدان ۳ : ۲٦۷

(۳) الکنی ۲ : ۱۲۰۔

(۴) شذرات الذھب ۱ : ۲۸۷، تاریخ بغداد ۸ : ۴۲۷۔

شیخ ابو معشر کے پوتے ابوبکر الحسین ابن محمد کا یہ بیان اگر تسلیم کرلیا جائے تو پھر ان کا سندھی ہونا مشکوک ہوجاتا ہے۔ شیخ کے ایک اور پوتے داؤد بن محمد ابن ابی معشر کا ایک قول اس مسئلے کو اور بھی پیچیدہ بنا دیتا ہے کہ ابو معشر اصل میں یمن کے رہنے والے تھے۱۔ لیکن الیمامہ اور البحرین میں یزید بن المھلب کی جنگ میں گرفتار ہوگئے تھے۔ حافظ شمس الدین الذہبی کا یہ قول معاملے کو اور بھی الجھا دیتا ہے ''وقیل لہ السندی من قبیل اللقب بالضد،، (انھیں سندی کے لقب سے یاد کیا جانا ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنی ضد سے ملقب ہوجائے)۲۔ یعنی ''برعکس نہادند نام زنگی کافور،، اور اس کی وجہ الذہبی کے نزدیک یہ ہے کہ ابو معشر سفید نیلے رنگ کے موٹے تازے آدمی تھے۔

یہ اقوال اور روایات چونکہ بظاہر اس بات کی نفی کرتی ہیں کہ شیخ ابومعشرالسندی کو سرزمین سندھ سے کوئی نسبت یا تعلق تھا اس لئے ان کا تجزیہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ شیخ کے پوتے ابوبکر الحسین ابن محمد والی روایت سے تین باتوں کا علم ہوتا ہے :

۱ - شیخ ابو معشر گرفتار ہوکر غلام بن گئے اور ام موسی ابن المھدی نے انھیں خرید کر آزاد کیا اور یہ کہ شیخ کا نام غلامی سے قبل عبدالرحمن بن الولید بن ھلال تھا مگر غلامی میں ان کا نام نجیح پڑا۔

۲ - بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شیخ چونکہ یمن کے بنو حمیر سے تعلق رکھتے تھے اس لئے غلامی سے آزاد ہونے کے بعد وہ بنو ہاشم کے مولیٰ قرار پائے اس لئے وراثت بنو ہاشم میں منتقل ہوگئی لیکن دیت کی ذمہ داری ان کے اپنے قبیلے بنو حمیر کے ذمہ رہی۔

---

(۱) تہذیب التہذیب ۱۰: ۱۹م ۲

(۲) العبر ۱ : ۲۵۸

۳ - شیخ ابو معشر خود کو حنظله بن مالك بن زید مناة بن تمیم کی اولاد سے شمار کرتے تھے اور عربوں کی طرح اپنا سلسلۂ نسب آدم سے جا ملاتے تھے۔

اب اگر غور سے دیکھا جائے تو یه روایت تضادات کا مجموعه ھے اور اپنی تردید آپ ھے - یه تو ٹھیک ھے که عرب اپنے غلاموں کے نام تبدیل کرکے خوبصورت اور نیک فال قسم کے نام رکھا کرتے تھے - لیکن یه تک ھماری سمجھ میں نهیں آتا که عبدالرحمن ابن الولید کا جب نام تبدیل ھوا تو وہ نجیح بن الولید کے بجائے نجیح بن عبدالرحمن کیوں کر مشهور ھوئے ؟ ! کسی شخص کا اپنا نام تبدیل ھونا یا تبدیل کرنا تو سمجھ میں آتا ھے لیکن باپ کا نام تبدیل کرنا محل نظر ھے - اور وہ بھی شخص مذکور کے اپنے سابقه نام سے، یعنی وہ خود ھی نجیح اور خود ھی عبدالرحمن ھیں مگر ھیں نجیح بن عبدالرحمن، خود ھی بیٹا اور خود ھی باپ !

نکته نمبر ۲ اور ۳ کو باھم ملا کر پڑھنے سے یه معلوم ھوتا ھے که شیخ ابو معشر بیک وقت بنو حمیر سے بھی ھیں (یعنی یمنی عرب جو حمیر بن سباء بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد ھیں) اور حنظله بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم (یعنی شمالی عرب جو مضر بن نزار بن معد بن عدنان کی اولاد ھیں) سے بھی تعلق رکھتے ھیں - تو گویا یه روایت جنوب و شمال اور عدنان و قحطان کو ملاتی بھی ھے اور وھی باپ اور وھی بیٹا بنا کر ابو معشر کے سندھی ھونے کو مشکوک بنانا چاھتی ھے - اب یه ھمارا کام ھے که ھم اس روایت کو تسلیم کرکے ابو معشر کے سندھی ھونے کو مسترد کرتے ھیں یا اس روایت کو مسترد کرکے ان کے سندھی ھونے کو تسلیم کرتے ھیں -

اب لیجئے دوسری روایت کو جو شیخ ابو معشر کے دوسرے پوتے شیخ داؤد بن محمد بن ابی معشر سے منسوب ھے - یه روایت بھی دو اھم باتوں کی طرف اشارہ کرتی ھے - ایک تو یه که ابو معشر اصلاً یمنی تھے - دوسری یه که وہ

الیمامہ اور البحرین میں یزید ابن المهلب کی جنگ میں گرفتار ہوئے اور غلام بنا لئے گئے - یہاں پر چند سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں جن کے جوابات کے نتیجے میں اس روایت کی حیثیت کے بارے میں فیصلہ ممکن ہوگا :

۱ - یمن کا رہنے والا ابو معشر الیمامہ اور البحرین میں کیوں کر گرفتار ہوا ؟

۲ - یہ گرفتاری بیک وقت الیمامہ اور البحرین میں ہوئی یا ایک مرتبہ الیمامہ میں اور دوسری مرتبہ البحرین میں ہوئی ؟

۳ - یہ گرفتاری کس حیثیت میں ہوئی ؟ ایک غیر مسلم کی حیثیت سے کسی اسلامی لشکر کے خلاف لڑتے ہوئے یا مسلمان باغی کی حیثیت سے خلافت اسلامیہ کے خلاف بغاوت کرنے والی فوج کے ساتھ مل کر ؟ اگر پہلی صورت ہے تو جو علاقے خلافت راشدہ کے ابتدائی ایام میں حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے وہاں ایسا لشکر کفار کہاں سے آگیا تھا ؟ اور اگر دوسری صورت ہے تو مسلمان باغی کی سزا قتل ہے یہ مسلمان کو مسلمان کے ہاتھوں غلام بنا کر فروخت کرنے کا جواز کہاں سے پیدا ہوا ؟

۴ - یزید بن المهلب نے الیمامہ اور البحرین میں کب جنگ لڑی اور کس کے خلاف لڑی ؟ کیونکہ تاریخ اسلام میں یزید بن المهلب کی کسی ایسی لڑائی کا ذکر نہیں ملتا جو اس نے الیمامہ یا البحرین میں لڑی ہو۔ یہ یزید بن المهلب (متوفی ۱۰۲ھ بمطابق ۷۲۰ع) وہ ہے جو ۸۳ھ میں اپنے والد المهلب بن ابی صفرہ کی وفات پر اس کے جانشین کے طور پر خراسان کا گورنر مقرر ہوا اور چھ سال تک اسی منصب پر فائز رہا، پھر حجاج نے عبدالملک کے ساتھ مشورہ کرکے نہ صرف اسے گورنری سے معزول کردیا بلکہ قید بھی کردیا - ابن خلدون[۱] کے قول کے مطابق وہ ۸۶ھ سے ۹۰ھ تک اپنے دوسرے

---

(۱) تاریخ ابن خلدون ۳ : ۶۴ -

بھائیوں کے ساتھ قید رہا، پھر بھاگ نکلا اور سلیمان بن عبد الملک کے توسط سے ولید بن عبدالملک خلیفہ وقت سے امان حاصل کی۔سلیمان نے اسے اپنے عہد خلافت میں عراق و خراسان کا نائب الخلافت مقرر کیا۔ ۱۰۰ھ میں حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے معزول کرکے قید کردیا جہاں سے وہ ۱۰۱ھ میں بھاگ نکلا اور یزید بن عبدالملک کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے بصرہ پر قبضہ کرلیا اور بالآخر ۱۰۲ھ میں واسط اور بغداد کے درمیان العقر کے مقام پر مسلمہ بن عبدالملک کے ہاتھوں قتل ہوا[1]۔ جو کتب تاریخ میری نظر سے گزری ھیں ان میں یزید کا یمن میں کسی حیثیت سے آنا یا البحرین و یمامہ میں جنگ کرنا کہیں مذکور نہیں۔

۵۔ قطع نظر اس کے کہ داؤد بن محمد المعشری والی روایت یہ بات واضح نہیں کرتی کہ ابو معشر اس جنگ میں کس حیثیت سے شریک ہوئے اور پھر گرفتار ہوکر غلام بنالئے گئے، اگر یہ درست بھی مان لی جائے تو پھر داؤد کے بھائی ابوبکر الحسین بن محمد والی روایت کے ان الفاظ کو کیا معنی پہنائے جائیں گے : ''کان اسم ابی معشر قبل ان یسرق عبدالرحمن بن الولید بن ھلال فسرق و بیع فی المدینۃ فاشتراہ قوم من بنی اسد فسموہ نجیحا،، (یعنی غلام بنانے کے لئے چرائے جانے سے قبل ابو معشر کا نام عبدالرحمن بن الولید بن ھلال تھا، جب وہ چرا لئے گئے اور مدینہ میں فروخت کئے گئے تو بنو اسد کے لوگوں نے انھیں خریدا اور نجیح نام رکھا[2])!

گزشتہ روایت کی طرح اس روایت کے اندر بھی تضاد اور تعارض پایا جاتا ھے اس لئے اذا تعارضا تساقطا کے اصول پر ھر دو روایات کو ھم مسترد کر سکتے ھیں، رھا حافظ ذھبی کا یہ قول کہ ''ان کا سندھی کہلانا ملقب بضد ھونے کے مشابہ تھا کیونکہ ان کا رنگ سفید اور نیلا تھا،، تو یہ بھی ایک

---

(۱) تاریخ ابن خلدون ۳ : ۶۴، وفیات الاعیان ۵ : ۳۲۲

(۲) شذرات الذھب ۱ : ۲۷۸۔

قسم کا تسامح معلوم ہوتا ہے کیونکہ کسی کا سفید ہونا اور ساتھ ہی سندھ کا باشندہ ہونا بعید از امکان تو نہیں! ؟ سندی کے لئے کالا ہونا کوئی لازمی شرط تو نہیں؟ ! بہرحال ہمارے سامنے دیگر شواھد بھی ایسے موجود ھیں کہ جن کی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ھیں کہ ابو معشر یقیناً سندھی تھے مثلاً :

۱ - الفضل بن ھارون کا بیان ہے کہ شیخ ابو معشر السندی کے فرزند محمد بن ابی معشر کہا کرتے تھے کہ ''کان ابی سندیا اخرم خیاطا، قالوا : و کیف حفظ المغازی ؟ قال : کان التابعون یجلسون الی استاذہ فکانوا یتذاکرون المغازی فحفظ[۲]،، (میرے والد ایک سندھی تھے اور ناک چھدی ہوئی تھی، درزی کا کام کرتے تھے، جب لوگوں نے پوچھا کہ انھوں نے غزوات کی تاریخ کیوں کر یاد کرلی ؟ تو محمد بن ابی معشر نے بتایا کہ تابعین میرے والد کے استاذ کے پاس بیٹھ جاتے تھے اور غزوات کی تاریخ دھراتے رھتے تھے، اس طرح میرے والد نے بھی غزوات کی تاریخ یاد کرلی) -

۲ - حضرت ابو معشر رحمة اللہ علیہ کے بارے میں ایک بات جو اکثر اصحاب تراجم نے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ مشہور راوی اور محدث ابو نعیم کہا کرتے تھے : ''کان ابو معشر سندیا و کان الکن و کان یقول : حدثنا محمد بن قعب یرید کعب،، (یعنی ابومعشر سندھ کے رھنے والے تھے، ان کی زبان میں لکنت تھی، اور کہا کرتے تھے کہ محمد بن قعب یعنی کعب نے ہم سے بیان کیا) گویا عجمی ہونے کے باعث کاف کو قاف پڑھتے تھے، اس بیان سے ابو معشر کا غیر عرب (غیر یمنی) ہونا بھی ثابت ہے اور سندھ کا باشندہ ہونا بھی واضح طور پر ثابت ہے[۱] -

۳ - مولانا ابو ظفر ندوی نے تاریخ سندھ (ص ۳۰۸) میں سندھ کے جن اھل علم کا ذکر کیا ہے ان میں ابو معشر سندھی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱ : ۲۲۶، تہذیب التہذیب ۱۰ : ۳۱۹

2228

هیں کہ دوسری صدی ہجری میں سندھ سے جو جنگی قیدی حجاز لائے گئے ان میں ابو معشر بھی تھے، متعدد خاندانوں میں بطور غلام فروخت ہوتے رہے لیکن ہر جگہ علم کے چشمہ سے سیراب ہوتے رہے اور بالآخر علم حدیث، مغازی اور فقہ میں باکمال بن کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے۔

۴۔ السمعانی نے اپنی کتاب الانساب (ص ۳۱۳) میں دو قسم کے سندھیوں کا ذکر کیا ہے ایک تو وہ ہیں جو حقیقت میں بلاد سندھ سے نسبت رکھتے ہیں دوسرے وہ جو بلاد سندھ سے تو کوئی نسبت نہیں رکھتے لیکن ان کے نام ''سندی،، مشہور تھے۔ حقیقت میں یہ لوگ سندھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے صرف ان کے ناموں سے ان کے سندھی ہونے کا اشتباہ پیدا ہوتا ہے، ابو معشر کو السمعانی نے بھی پہلی قسم کے لوگوں میں شمار کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ السمعانی کے نزدیک بھی شیخ ابو معشر سندھی تھے۔

حضرت ابو معشر کے والد کے بارے میں تاریخ و سیر رجال کی کتابوں میں کہیں اشارہ نہیں ملتا لیکن ان کے والد کا نام (عبدالرحمن) یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بھی اسلام سے مشرف ہوئے ہوں گے، والد سے آگے کے سلسلۂ نسب میں غالباً کوئی عربی نام نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح ترین قول کے مطابق ابو معشر کے سلسلۂ نسب میں والد کے بعد دادا کا نام کہیں مذکور نہیں، سندھ سے حجاز میں لائے جانے کے بعد ابو معشر کو بنو مخزوم کی ایک عورت نے خرید لیا تھا، اسلام میں غلاموں کو یہ خصوصی رعایت تھی کہ اگر وہ محنت مزدوری کرکے اپنے آقا کو معاوضہ ادا کردیں تو وہ آزاد ہوسکتے ہیں، ابو معشر نے بھی بنو مخزوم کی اس خاتون کے ساتھ معاملہ طے کر کے اپنی آزادی کا معاوضہ ادا کردیا تھا، آزاد کردہ غلاموں کے سلسلے میں یہ بھی ایک رواج تھا کہ ان کی وراثت کے حقدار وہی لوگ ہوتے تھے جن کے ہاتھ سے وہ آزاد ہوتے تھے، اس حق کو ''ولاء،، کہا جاتا تھا اور یہ حق بھی

خرید و فروخت یا ہبہ کے ذریعہ منتقل ہوجاتا تھا، چنانچہ ابو معشر کا یہ حق وراثت یا ولاء خلیفہ الهادی کی ماں ام موسی نے بنی مخزوم کی اس خاتون سے خرید لیا تھا، بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ام موسی نے انھیں خرید کر آزاد کردیا تھا۱ ۔

آزاد ہوجانے کے بعد حضرت ابو معشر مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوگئے اور ۱۶۰ھ تک وہیں مقیم رہے، پہلی اور دوسری صدی ہجری کے دوران حجاز میں علوم الحدیث اور اخبار و مغازی کے بڑے چرچے رہے ۔ اسلامی خلافت کے دوسرے علاقے اور شہر فکری اور سیاسی طور پر اضطراب کا شکار رہے لیکن حجاز میں نسبتاً سکون رہا اور اسلام کا مرکز و منبع ہونے کی حیثیت سے یہاں کے علماء نے حدیث نبوی کی خصوصی خدمات انجام دیں ۔ ابو معشر بھی اسی حجازی ماحول میں رنگے گئے ۔ وہ درزی کا کام کرتے تھے اور اس کے ساتھ ہی اہل علم کی مجالس میں حاضر ہوکر مستفیض بھی ہوتے تھے ۔ اس طرح انہوں نے روات حدیث میں شامل ہونے کے علاوہ غزوات رسول کی تاریخ میں ایک خاص اور ممتاز مقام حاصل کرلیا ۔ انہوں نے اس موضوع پر جو کتاب المغازی مرتب کی تھی وہ اگرچہ اب مفقود ہے اور ابن ندیم کی الفہرست۲ میں اس کا نام ہی نام ملتا ہے لیکن اس سے بعد میں سیرت نبوی پر لکھنے والوں نے بہت استفادہ کیا ۔ الواقدی نے اپنی کتاب مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو معشر کی اس کتاب سے بہت کچھ اخذ کیا ۔ ویسے بھی الواقدی ابو معشر کے خاص شاگردوں میں سے تھے ۔

ابو معشر السندی کا زمانہ کبار تابعین کا زمانہ ہے لیکن انھیں خود بھی تابعی ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک

---

(۱) حوالہ سابق ۔

(۲) ص ۹۳، مطبوعہ لبک، ۱۸۷۱ع ۔

صحابی حضرت ابو امامہ اسعد بن سہل بن حنیف الانصاری البیاضی رضی اللہ عنہ سے ابو معشر کی ملاقات اور صحبت ثابت ہے۔ حضرت ابو امامہ جب عہد نبوی میں پیدا ہوئے تو انھیں آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک جلیل القدر صحابی ابو امامہ اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ کے نام پر ان کا نام اور کنیت رکھی، یہ بزرگ صحابی حضرت ابو امامہ بن سہل رض مذکور کے نانا تھے۱۔ ابو معشر سے منقول ہے کہ مجھے جب ابو امامہ رض سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت وہ کافی بوڑھے ہوچکے تھے اور اپنے گھنے بالوں کو مہندی لگایا کرتے تھے۲۔

۱۶۰ھ میں خلیفہ المہدی تخت نشینی کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور وہاں کے اہل علم سے ملاقات کی جن میں ابو معشر بھی شامل تھے۔ خلیفہ ان کے علم و فضل سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے علاوہ وہ اس کی بیوی کے آزاد کردہ غلام بھی تھے۔ ولاء کے اس رشتہ اور ابو معشر کے علم و فضل نے خلیفہ کو اس بات پر مجبور کردیا کہ وہ بغداد چلنے کے لئے ان سے درخواست کرے۔ چنانچہ المہدی نے حضرت ابو معشر سے درخواست کی کہ آپ وہاں تشریف لے آئیے اور میرے ہاں کے لوگوں کو تعلیم دیجئے۔ شیخ نے یہ درخواست قبول کرلی اور وہ مدینہ سے[۳] بغداد چلے گئے جہاں اہل حجاز کے بعد اہل عراق نے بھی روایت حدیث اور مغازی میں ان سے استفادہ کیا۔ شیخ ابو معشر مسلسل دس سال تک بغداد میں حدیث و مغازی کی روایت میں منہمک رہے اور اس عرصہ میں ان سے کئی ایک ممتاز علماء نے روایت کی جن کا تفصیلی ذکر آگے آتا ہے۔ تاہم بڑھاپے کی وجہ سے ان کا حافظہ بہت کمزور ہوگیا تھا اور لوگ ان کی حدیث قبول کرنے میں تامل کرنے لگے تھے۔ شیخ ابو معشر السندی بغداد ہی میں ماہ رمضان ۱۷۰ھ میں فوت ہوئے اور

---

(۱) الاصابہ ۴ : ۱۰،۔

(۲) تہذیب التہذیب ۱۰ : ۴۱۹، تاریخ بغداد ۸ : ۴۲۷

مسلمانوں کے بڑے قبرستان میں دفن ہوئے۔ شیخ کی نماز جنازہ خلیفہ ہارون الرشید نے پڑھائی تھی۱۔

حضرت ابو معشر کی وفات کے بعد کافی مدت تک ان کا خاندان اہل بغداد کے لئے مرکز فیوض بنا رہا۔ اس خاندان میں بعض نہایت قابل احترام اور نامور ہستیاں پیدا ہوئیں، جن میں ان کے ایک فرزند اور دو پوتے بہت ممتاز ہوئے اور یہاں ان کا اجمالی تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔

حضرت ابو معشر السندی رحمۃاللہ علیہ کے فرزند ابوعبدالملک محمد بن نجیح ابی معشر بن عبدالرحمن السندی المدنی ثم البغدادی ثقہ رواۃ حدیث میں سے تھے۔ شیخ الاسلام امام ابو محمد عبدالرحمن ابن ابی حاتم الرازی صاحب کتاب الجرح و التعدیل ایک مستند محدث تھے اور فن اسماء الرجال پر گہری نظر رکھتے تھے، وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام ابو حاتم الرازی سے شیخ محمد بن نجیح مذکور کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگے: کتبت عنه و محله الصدق (کہ میں نے ان کی احادیث بھی لکھی ہیں اور وہ صدق گفتار بھی تھے)۲ شیخ ابو عبدالملک مذکور تبع تابعین میں سے تھے۔ حافظ ابن حجر اور خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ انہیں اپنے والد (جو تابعی تھے) کے علاوہ ابن ابی ذؤیب اور ابو بکر الہندی کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ وہ اپنے والد کی کتاب المغازی کا درس بھی دیتے تھے۔ شیخ ابو معشر کے علاوہ نضر بن منصور العنبری اور ابو نوح الانصاری سے بھی حدیث روایت کرتے تھے۔ شیخ ابو عبدالملک سے روایت کرنے والوں میں امام ابو عیسی الترمذی کے علاوہ ابن ابی الدنیا، ابو حاتم الرازی، ابن جریر الطبری، ابو بکر ابن المجذر، ابو حامد الحضرمی، ابو یعلی الموصلی، محمد بن اللیث الجوہری اور ان کے دونوں بیٹوں، یعنی الحسین بن محمد السندی اور داؤد بن محمد السندی

---

(۱) کتاب الانساب ص ۳۱۳، العبر ۱ : ۲۵۸، شذرات الذہب ۱ : ۲۷۸۔

(۲) کتاب الجرح و التعدیل ۴ : ۱۱۰۔

کے نام بھی شامل ھیں۔ ۲۴۷ھ میں جب وہ فوت ھوئے تو ان کی عمر ۹۹ سال آٹھ دن تھی۱۔ خطیب نے محمد بن ابی معشر کی ایک حدیث بھی نقل کی ھے جو وہ اپنے والد ابو معشر کے واسطے سے نافع عن ابن عمرؓ والی سند سے روایت کرتے ھیں۔ وہ حدیث یہ ھے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کل مسکر خمر و ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (کہ ھر نشہ آور شی شراب ھے، اور جو چیز اگر زیادہ ھو تو نشہ آور ثابت ھوتی ھو تو پھر وہ اگر تھوڑی بھی ھو تب بھی حرام ھے)۔

ابو معشر السندی کے ایک پوتے ابو بکر الحسین بن محمد بن ابی معشر السندی المدنی ثم البغدادی، جو ابو بکر المعشری کے نام سے زیادہ مشہور تھے، بھی روایتِ حدیث میں شمار ھوتے ھیں۔ انھوں نے اپنے والد محمد بن ابی معشر کے علاوہ محمد بن ربیعہ اور وکیع بن الجراح سے حدیث کی سند لی۔ ابو بکر معشری سے روایت کرنے والوں میں محمد بن احمد الحکیمی، اسماعیل بن محمد الصفار، علی بن اسحاق المادرانی اور ابو عمرو ابن السماك بھی شامل ھیں۔ ابن حبان نے ابو بکر المعشری کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ھے۔ البتہ ابو الحسین علی ابن المنادی اور عبد الباقی بن قانع انھیں ضعفاء میں سے شمار کرتے تھے۲۔ ابن المنادی کہتے ھیں کہ ابو بکر المعشری، جو ابو معشر المدنی کی اولاد سے ھیں، بغداد کے شارع خراسان میں رھتے تھے اور وکیع ابن الجراح سے روایت کرتے تھے، چونکہ وہ ثقہ راوی نہ تھے اس لئے لوگوں نے ان سے حدیث روایت کرنا ترک کردیا تھا۔ ابو بکر المعشری ۹ رجب ۲۷۵ھ میں فوت ھوئے۔ خطیب نے ان کی دو حدیثیں بھی نقل کی ھیں۔ ان میں سے ایک تو حضرت بریدہ والی حدیث ھے جو ابو بکر المعشری مذکور نے اپنے والد محمد بن ابی معشر اور استاذ وکیع بن الجراح کے واسطے سے روایت کی ھے: قال رسول اللہ

---

(۱) تھذیب التھذیب ۹: ۴۸۷، تاریخ بغداد ۸: ۹۱

(۲) لسان المیزان ۲: ۳۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم : علیکم ھدیا قاصدا فانه من یشاد ھذا الدین یغلبه (کہ تم اعتدال کی راہ راست پر چلو کیونکہ جس نے اس دین پر غلبہ پانے کی کوشش کی یہ دین اس پر غالب آئے گا) اور دوسری حدیث حضرت قیس بن عبادہ سے مروی ہے۔ یہ حدیث بھی ابو بکر مذکور نے اسی مذکورہ بالا واسطے سے نقل کی ہے۔ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرھون رفع الصوت عند الجنائز و عند القتال و عند الذکر (کہ صحابہ کرام جنازے میں، میدان جنگ میں اور ذکر الٰہی کے وقت آواز بلند کرنے کو ناپسند کرتے تھے۱)۔

شیخ ابو معشر کے دوسرے پوتے داؤد بن محمد ابو سلیمان المعشری بھی رواۃ حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے دادا کی کتاب المغازی اپنے والد کے واسطے سے روایت کیا کرتے تھے اور ان سے یہ کتاب احمد بن کامل القاضی نے روایت کی ہے۲۔

شیخ ابو معشر السندی کے خاندان کے اس اجمالی تذکرے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان اہل علم کی فہرست پیش کردی جائے جن سے انھوں نے علم اخذ کیا یا جنھوں نے آگے ان سے استفادہ کیا، اس کے بعد ان کے علمی مقام اور خدمات سے بحث کی جائے گی۔

## ابو معشر السندی کے اساتذہ :

۱ - ابو محمد سعید بن المسیب بن حزن القرشی المخزومی المتوفی ۹۴ھ، جن کے بارے میں ابن حجر کا قول ہے کہ اتفقوا علی ان مرسلاته اصح المراسیل اور ابن المدینی کہا کرتے تھے کہ لااعلم فی التابعین اوسع علما منه۳۔

۲ - ابو حمزہ محمد بن کعب بن سلیم القرظی الکوفی ثم المدنی المتوفی ۱۲۰ھ۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۸ : ۹۱۔

(۲) ایضا ۸ : ۳۷۶۔

(۳) تھذیب ۴ : ۸۴، کتاب الجرح والتعدیل ۲ : ۵۹

۳ ۔ ابو سعد سعید بن کیسان المقبری المدنی اللیثی المتوفی ۱۲۶ھ۔

۴ ۔ ابو بردہ الحارث بن ابی موسی الاشعری التابعی المتوفی ۱۰۴ھ۔

۵ ۔ ابو عبداللہ ھشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام الاسدی المتوفی ۱۴۵ھ۔

۶ ۔ موسی بن یسار المطلبی جو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ھیں۔

۷ ۔ ابو عبداللہ نافع الفقیہ المدنی مولی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما جن کے بارے میں امام بخاری کا قول ھے کہ اصح الاسانید مالك عن نافع عن ابن عمر رض۔

۸ ۔ ابو عبداللہ محمد بن المنکدر التیمی المدنی التابعی المتوفی ۱۳۱ھ۔

۹ ۔ ابو ابراھیم محمد بن قیس المدنی مولی یعقوب القبطی جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے قاضی بھی تھے۔

۱۰ ۔ محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی المدنی۔

## ابو معشر السندی کے تلامذہ :

۱ ۔ امام ابو عبداللہ سفیان بن سعید الثوری الکوفی المتوفی ۱۶۱ھ، (۲) ابو الحارث اللیث بن سعید الفھمی المصری المتوفی ۱۷۵ھ (۳) ابو محمد عبداللہ بن ادریس الاودی الکوفی المتوفی ۱۹۲ھ (۴) ابو عبدالملك محمد بن ابی معشر السندی المتوفی ۲۴۷ھ (۵) ابو معاویہ ھشیم ابن بشیر السلمی الواسطی المتوفی ۱۸۳ھ (۶) ابو سعید عبدالرحمن بن مھدی العنبری البصری المتوفی ۱۹۸ھ (۷) ابو النضر ھاشم بن القاسم اللیثی البغدادی المتوفی ۲۰۷ھ، (۸) ابو سفیان وکیع بن الجراح الکوفی المتوفی ۱۹۷ھ (۹) ابو الاشھب ھوذہ بن خلیفہ الثقفی البکراوی البصری ثم البغدادی (۱۰) عثمان بن عمر العبدی البخاری ثم البصری (۱۱) ابو الخطاب محمد بن سواء السدوسی العنبری البصری المتوفی ۱۸۱ھ

(۱۲) القاضی محمد بن عمر الاسلمی الواقدی المدنی المتوفی ۲۰۷ھ، صاحب المغازی، (۱۳) ابو ضمرہ انس بن عیاض اللیثی المدنی المتوفی ۲۰۰ھ (۱۴) ابو عبداللہ محمد بن بکار الھاشمی الرصافی البغدادی المتوفی ۲۳۸ھ (۱۵) ابو نصر منصور بن ابی مزاحم الترکی البغدادی المتوفی ۲۳۵ھ (۱۶) ابو عثمان سعید بن منصور الخراسانی المتوفی ۲۲۷ھ (۱۸) ابو الحسن عاصم بن علی التیمی الواسطی المتوفی ۲۲۱ھ (۱۹) ابو الربیع سلیمان بن داؤد العتکی الزھرانی البصری المتوفی ۲۳۴ھ (۲۰) ابو یعقوب اسحاق بن عیسی الطباع البغدادی المتوفی ۲۱۴ھ، (۲۱) ابو خالد یزید بن ھارون السلمی الواسطی المتوفی ۲۰۶ھ (۲۲) ابو صالح عبد اللہ بن صالح الجھنی المصری المتوفی ۲۲۲ھ (۲۳) ابو محمد حجاج بن محمد الاعور المصیصی الترمذی المتوفی ۲۰۶ھ (۲۴) القاضی علی بن مجاھد الکابلی المتوفی ۱۸۱ھ-

شیخ ابو معشر کی احادیث اور مرویات کو اھل علم نے مستند اور قابل اعتماد مانا ھے۔ ائمہ صحاح ستہ میں سے امام ابو عیسی ترمذی نے دو ایسی حدیثیں روایت کی ھیں جو ابو معشر کے واسطے سے منقول ھیں ۔ ان میں سے ایک حدیث تو امام ترمذی نے ”باب ماجاء ان بین المشرق و المغرب قبلة“ میں موجود ھے، یہ حدیث امام ترمذی نے مندرجہ ذیل سلسۂ اسناد کے ساتھ روایت کی ھے: ”حدثنا محمد بن ابی معشر نا ابی عن محمد بن عمرو اللیثی عن ابی سلمة (عبداللہ بن عبدالرحمن الزھری المزنی) عن ابی ھریرة (رضی اللہ عنہ) قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مابین المشرق و المغرب قبلة“، یہ حدیث امام ترمذی کو یحی بن موسی عن محمد بن ابی معشر الخ کی سند سے بھی پہنچی، اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ھیں کہ ”ابو ھریرہؓ کی یہ حدیث اور کئی طریقوں سے بھی مروی ھے اور ابو معشر جن کا نام نجیح ھے اور بنو ھاشم کے مولیٰ تھے، کے حافظہ کے باعث ان کی شخصیت کے بارے میں بعض اھل علم نے کلام کیا ھے ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری

فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ابو معشر کی کوئی حدیث روایت نہیں کرتا، اگرچہ لوگوں نے ان سے روایت کی ہے اور میرے نذدیک ابو ہریرہؓ والی یہ حدیث ابو معشر کے واسطے کی نسبت عبداللہ بن جعفر کے واسطے سے روایت کی جائے تو زیادہ قوی اور صحیح ہے[۱] - دوسری حدیث جو امام ترمذی نے ابو معشر کے واسطے سے نقل کی ہے وہ ''باب ماجاء فی حث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الھدیة،، میں موجود ہے، حدیث کی سند اور متن یوں ہے : ''حدثنا ازھر بن مروان البصری حدثنا محمد بن سواء حدثنا ابو معشر عن سعید عن ابی ھریرة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : تھادوا فان الھدیة تذھب حرالصدر و لاتحقرن جارة لجارتھا ولو شق فرسن شاة،، (ایک دوسرے کو ھدیہ دیا کرو کیونکہ ھدیہ سینہ کی جلن کو ختم کردیتا ہے، کسی پڑوسن کو اپنی پڑوسن کے ھدیہ کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے یہ ھدیہ بکری کے پائے کا ایک حصہ ھی کیوں نہ ھو)، یہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام ترمذی نے کہا ہے کہ ''یہ حدیث اس واسطے سے غریب ہے،، پھر ابو معشر کے بارے میں وھی کلام دھرایا ہے جو پہلے گزر چکا ہے، امام بخاری نے یہ حدیث کتاب الھبہ کے شروع میں ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے[۲] -

امام احمد بن حنبل نے بھی ابو معشر کی احادیث کو قبول کیا ہے - امام موصوف نے شراب کی حرمت کے ضمن میں ابو معشر کی ایک حدیث نقل کی ہے جس کی سند اور متن یوں ہے : ''حدثنا ھاشم بن القاسم حدثنا ابو معشر عن موسی بن عقبہ عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : کل مسکر حرام و ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام[۳]،، یہ حدیث خطیب نے محمد بن ابی معشر کے واسطے سے روایت کی ہے اور پیچھے گزر چکی ہے -

---

(۱) تحفة الاحوذی ۱ : ۲۸۹

(۲) ایضا ۳ : ۱۹۳،

(۳) مسند احمد حدیث ۵۶۴۸

محمد بن عمر الواقدی نے اپنی کتاب مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شیخ ابو معشر کی متعدد روایات اور اقوال نقل کئے ہیں مثلاً مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۱۲ ربیع الاول کو وارد ہونا اور سریہ اہل نخلہ میں عبداللہ بن جحش کا امیر المومنین کہلانا ابو معشر سے منقول ہے۱ - کتب سیرت میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مقتولین کفار میں سے عقیل بن الاسود الاسدی کو کس نے قتل کیا تھا - حضرت علیؓ نے یا حضرت حمزہ نے ؟ الواقدی اس سلسلے میں ابو معشر کا قول نقل کرتے ہیں کہ ''قتله علی وحده'' (اسے حضرت علی نے اکیلے ہی قتل کیا تھا۲)، اسی طرح ابو العاص بن قیس الجمحی کے قتل کے سلسلے میں جو اختلاف ہے اسے بھی ابو معشر یہ کہہ کر ختم کرتے ہیں کہ ''قتله علی علیه السلام۳''، الواقدی نے غزوہ بدر کے علاوہ غزوہ احد، غزوۂ بئرمعونہ، غزوہ بدر الصغری، غزوۃ المریسیع، غزوہ خندق، غزوہ الحدیبیة، غزوۃ القضیة، غزوہ خیبر، غزوہ موتہ، غزوہ طائف، غزوہ حنین، غزوہ تبوک اور بنو خزاعہ کے معاملے کے سلسلے میں پیش آنے والے واقعات کی متعدد تفاصیل ابو معشر السندی کی زبانی نقل کی ہیں -

امام ابو جعفر محمد بن الطبری نے بھی اپنی تاریخ میں ابو معشر سے بے شمار روایات نقل کی ہیں - مثلاً عبداللہ بن سلام سے تخلیق کائنات اور تخلیق آدم کے سلسلے میں جو روایات منقول ہیں وہ بھی طبری نے ابو معشر السندی کے واسطے سے نقل کی ہیں۴ - اسی طرح طبری نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت کے بارے میں یہ قول بیان کرکے کہ ان کی مدت خلافت دو

---

(۱) کتاب المغازی ص ۱، ۱۱۴ -

(۲) ایضاً ص ۱۵۲

(۳) ایضاً ص ۱۵۴

(۴) تاریخ الطبری ۱ : ۳۰، ۴۴ -

سال تین ماہ دس دن تھی۔ لکھا ہے کہ : وکان یقول ابو معشر کانت خلافته سنتین و اربعة اشھر الا اربع لیال (ابو معشر کہا کرتے تھے کہ ان کی خلافت دوسال چار ماہ تھی جن میں سے چار راتیں کم تھیں)۱، اس کے علاوہ بھی طبری نے شیخ ابو معشر کے بہت سے اقوال پر اعتماد کیا ہے مثلاً سنہ ۱۳ھ میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کا امیر الحجاج مقرر ہونا اور سنہ ۳۱ھ میں غزوۃ الاساودہ والے بحری معرکے۲ کا پیش آنا وغیرہ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ سرزمین سندھ کے اس عظیم فرزند کے بارے میں اہل علم کیا آراء رکھتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابو معشر السندی کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کی احادیث مضطرب الاسناد ہوتی ہیں تاہم میں ان کی احادیث لکھتا ہوں اور انہیں قابل اعتبار جانتا ہوں۔ امام احمد سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ تفسیر قرآن کے ضمن میں ابو معشر کی وہ احادیث قابل اعتبار اور لکھنے کے لائق ہیں جو وہ محمد بن کعب القرظی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ امام احمد کے فرزند عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ابو معشر مغازی کے ماہر اور صدق گفتار تھے البتہ حدیث کی سند میں ان سے گڑ بڑ ہوجاتی تھی (کان بصیرا بالمغازی صدوقا و کان لایقیم الاسناد)۔ امام ابو حاتم الرازی سے بھی یہی منقول ہے کہ امام احمد بن حنبل ابو معشر کے بارے میں اونچی رائے رکھتے تھے۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ میں پہلے تو ابو معشر کی احادیث لینے سے اجتناب کرتا تھا لیکن جب میں نے امام احمد کو دیکھا کہ وہ ان کی احادیث کو قبول کرتے ہیں تو میں نے بھی ان پر اعتماد کیا اور ان کی احادیث لکھنے لگا، مشہور محدث ابن عدی کا قول ہے کہ حدث عنه الثقات، و مع ضعفه یکتب۳ حدیثه (ان سے ثقہ راویوں نے حدیث

---

(۱) ۱ : ۲۱۲۸

(۲) تاریخ الطبری ۱ : ۲۲۱۲، ۲۵۹۵

(۳) تہذیب التہذیب ۱۰ : ۳۱۹

لی ہے اور ضعیف راوی ہونے کے باوجود ان کی حدیث لکھی جاتی ہے) ۔ حافظ شمس الدین الذہبی ابو معشر کے بارے میں لکھتے ہیں : و کان من اوعیة العلم علی نقص فی حفظه ۱ (کہ حافظہ ناقص ہونے کے باوجود وہ علم کے ذخائر میں سے ایک ذخیرہ تھے) ۔ ابن البرقی نے ابو معشر کو ان رواۃ میں شمار کیا ہے جن کی روایات قصص و اخبار کے باب میں قابل اعتماد ہیں۔ ابن سعد انہیں ضعف کے باوجود کثیر الحدیث راویوں میں شمار کرتے تھے ، یحی بن معین کے ایک شاگرد ابن ابی مریم کا قول ہے کہ یحی بن معین ابو معشر کو ضعیف الاسناد خیال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابو معشر کی مسند احادیث تو لکھنے کے قابل نہیں البتہ ان کی ہلکی نوعیت کی احادیث (رقاق الحدیث) لکھی جاسکتی ہیں ۲ ۔

امام بخاری انہیں منکر الحدیث قرار دیتے تھے۔ اسی طرح امام نسائی اور امام ابو داؤد بھی انہیں ضعیف راویوں میں شمار کرتے تھے۔ امام ترمذی نے ان کی احادیث لکھی ہیں۔ تاہم یہ بھی لکھا ہے کہ اہل علم کو ان کے حافظے کے بارے میں کلام ہے ۔ محمد بن عثمان ابن ابی شیبہ بھی ابو معشر کو ضعیف الحدیث قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کی وہ احادیث تو اچھی ہیں (احادیث صالحة) جو وہ محمد بن قیس اور محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں لیکن نافع اور سعید المقبری سے منکر احادیث ہی روایت کرتے تھے۔ امام یحی بن سعید القطان کے ایک شاگرد ابو حفص عمرو بن علی النبلاسی بھی ابو معشر کے بارے میں یہی رائے رکھتے تھے۔ البتہ انہوں نے نافع اور المقبری کے ساتھ ہشام بن عروہ اور محمد ابن المنکدر والی احادیث کا بھی اضافہ کیا ہے۳ ابو معشر کے بارے میں ان تمام آراء کا سبب یہ ہے کہ ضعف پیری کے باعث

---

(۱) تذکرة الحفاظ ۱ : ۲۱۶

(۲) تہذیب التہذیب ۱۰ : ۴۱۹ تا ۴۲۲

(۳) تہذیب التہذیب ۱۰ : ۴۱۹ تا ۴۲۲

ان کا حافظہ کمزور ہوگیا تھا ورنہ ان کی دیانت ،صداقت اور امانت کے بارے میں کسی نے کچھ نہیں کہا ۔ لیکن رواتِ حدیث میں سے ایک شخص ایسا بھی ہے جس نے حضرت ابو معشر پر کذب بیانی کا الزام لگایا ہے لیکن یہ الزام عناد اور بددیانتی پر مبنی ہے کیونکہ الزام لگانے والے کا خود کاذب ہونا ثابت ہے، حالانکہ اس نے ابو معشر پر صرف الزام لگایا ہے ثابت نہیں کیا ۔ اس شخص کا نام ابو جزی نصر بن طریف القصاب الباهلی البصری ہے جس نے کہا تھا کہ ''ابو معشر الکذب من فی السماء و من فی الارض،، ابو جزی کا یہ قول سن کر یزید بن ہارون نے کہا تھا کہ اہل زمین کے بارے میں تیرے علم کا یہ عالم ہے تو آسمان کے بارے میں تیرے علم کا کیا حال ہوگا ! (یعنی اہل زمین میں سے تو کوئی بھی ابو معشر کو کاذب نہیں کہتا لیکن تو اپنی جہالت اور عناد کے باعث انہیں اکذب الناس تصور کرتا ہے حالانکہ اس زمین پر کتنے بڑے کذاب ہوں گے مگر ان کا تو تجھے علم ہی نہیں تو پھر آسمان پر تجھے کونسے کذاب نظر آئے جن میں ابو معشر سب سے بڑا ہے !)، مشہور محدث احمد بن سنان کہتے تھے کہ میں جب ابو معشر کے بارے میں ابو جزی کا یہ قول سنتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور اگر میں اسے ابو جزی کی محض یاوہ گوئی نہ خیال کرتا تو میں کہتا کہ باللہ العظیم یہ ابو جزی تو کافر ہے ! یہ ابو جزی وہ شخص ہے جو وضاعین میں شمار ہوتا ہے، مرض میں اپنی پھیلائی ہوئی موضوعات سے تائب ہوگیا اور اپنے جھوٹ کا اعتراف کرلیا مگر جب صحتیاب ہوگیا تو پھر اپنی موضوعات کی صداقت پر اصرار کرنے لگا، مگر اب تو پول کھل چکا تھا اس لئے کذاب اور وضاعین حدیث میں شمار ہونے لگا ۔ یزید بن ہارون السلمی ابو جزی کا ذکر سنتے تو کہتے کہ اس نے شیخ ابو معشر پر اتنی بڑی تہمت لگائی مگر اللہ تعالی نے ابو معشر کا مرتبہ بلند کیا اور ابو جزی کو ذلیل و رسوا کیا(۱) ۔

---

(۱) کتاب الجرح و التعدیل ۴ : ۳۶۶، ۴۹۳، کتاب الکنی للدولابی ۱ : ۱۲، ۱۳۰